AL-JAMEI Research Journal
AL-JAMEI RESEARCH JOURNAL
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

An Analytical Review of Mirza Asad Ullah Khan Ghalib's Urdu Religious Poetry

مرزا اسداللہ خان غالب کی اردو مذہبی شاعری کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Saima Mumtaz
M.Phil. Urdu, CIT Govt .Graduate College Vehari
Safia Bibi
PhD Scholar, Urdu, National College of Business Administration and Economics, Multan Campus
Akhter Abbas
PhD Scholar, Urdu, National College of Business Administration and Economics, Multan Campus
Ruqia bibi
M.phil Urdu,Bzu Multan
Shafiq ur Rehman
Assistant Professor and Chairperson, Department of Urdu, Government Graduate College, Mailsi.

Abstract:

Mirza Ghalib, a towering figure in Urdu poetry, has captivated readers for centuries. His poetry is a rich tapestry that weaves together themes of love, loss, philosophy, and spirituality. While often celebrated for his romantic and philosophical verses, Ghalib also delved into religious themes, reflecting his deep-rooted Islamic faith. Ghalib's religious poetry showcases his devotion to the Ahl al-Bayt and Prophet Muhammad (PBUH). His verses often allude to Islamic teachings and mystical concepts, demonstrating his profound understanding of both. He seamlessly blends the spiritual and the worldly, finding divine love in human relationships and cosmic significance in everyday experiences. Ghalib's religious poetry is not merely a recitation of dogma; it is a personal exploration of faith and its impact on the human experience. His verses offer solace, guidance, and inspiration, inviting readers to ponder the deeper meaning of life and the divine. Through his poetry, Ghalib continues to inspire and enlighten, reminding us of the enduring power of faith and the beauty of the human spirit.

Keywords: *Spirituality, Islamic values, human dignity, historical consciousness, Mirza Galib.*

مرزاغالب وہ خوش بخت شاعر ہیں جو اپنے دور سے عہد حاضر تک یکساں مقبولیت کے حامل ہیں۔ان کی شاعری متنوع جہات کی حامل ہے۔جہاں ان کے ہاں عشق، فلسفہ، تصوف، غم جاناں، غم دوراں، عظمت انسانی، تاریخی شعور جیسے موضوعات موجود ہیں وہاں انہوں نے مذہبی اصناف میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔مرزاغالب سے قبل مذہبی شاعری کا چلن عام تھا۔اکثر و بیشتر شعراء کے دواوین کا آغاز رسماً حمد و نعت سے ہوتا تھا۔علاوہ ازیں متعدد شعراء نے سلام، منقبت، نوحہ، مرثیہ، مثنوی اور قصیدہ جیسی اصناف میں بھی اپنے اپنے مذہب سے رغبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔مرزاغالب کو اپنے اردو دیوان سے زیادہ فارسی کلام پر ناز تھا۔مذہبی شاعری کے تناظر میں ان کی تمام تر توجہ فارسی کلام کی طرف مبذول رہی۔اس تناظر میں افتخار احمد عدنی رقم طراز ہیں:

"مرزاغالب کی زندگی کا بیشتر حصہ شانہء سخن سے اپنے فارسی کلام کیو سنوارنے میں گزرا، لہذا حمد و نعت کے میدان میں ان کی تخلیقی کاوش کا آئینہ دراصل ان کا فارسی کلام ہے۔فارسی میں ان کے قصائد ہیں، مثنویاں ہیں، قطعات ہیں، رباعیاں ہیں اور سب سے بڑھ کے ان کی غزلیں ہیں، حمد و نعت میں قصیدے کہے ہیں، نعت میں ایک مثنوی بھی لکھی ہے۔"[1]

فارسی کے مقابلے میں اگر غالب کے اردو دیوان کا جائزہ لیا جائے تو یہ انکشاف ہوتا ہے کہ انہوں نے اردو میں باقاعدہ کسی مذہبی صنف میں طبع آزمائی نہیں کی۔عرصہ دراز تک ایک سوال محققین اور ناقدین کی بحث کا موضوع رہا کہ مرزاغالب کا تعلق کس مسلک یا مذہب سے ہے؟اس لیے مرزا غالب کی مذہبی شاعری کا جائزہ لینے سے قبل ان کے مذہب اور مسلک کے متعلق جان لینا ضروری ہے۔مختلف محققین اور ناقدین کی تحقیق و تنقید کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزاغالب کا تعلق مذہب اسلام کے فرقہ اثنا عشری شیعہ سے تھا۔اگرچہ وہ صوم و صلوۃ کے پابند نہ تھے۔لیکن تمام اسلامی عقائد پر کامل ایمان رکھتے تھے۔اس تناظر میں الطاف حسین حالی اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

"مرزاغالب اسلام کی حقیقت پر نہایت پختہ یقین رکھتے تھے اور توحید وجودی کو اسلام کا اصل اصول اور رکن رکین جانتے تھے۔۔۔۔۔توحید وجودی ان کی شاعری کا عنصر بن گئی تھی۔انہوں نے تمام عبادات اور فرائض و واجبات میں سے صرف دو چیزیں لے لی تھیں۔ایک توحید وجودی اور دوسرے نبی ﷺ اور اہل بیت کی محبت اور اسی کو وسیلہ نجات سمجھتے تھے۔"[2]

دیوان غالب اردو میں حمدیہ اور نعتیہ اشعار غزل کی ہیت میں ملتے ہیں۔علاوہ ازیں انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دو اردو قصیدے لکھ کر ان سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔مختلف رباعیات، قطعات، مثنویات، نظموں اور غزلوں میں متعدد اشعار ایسے مل جاتے ہیں جو ان کے مذہبی شعور کے غماز ہیں۔دیوان غالب کی پہلی غزل کا مطلع ہی حمدیہ رنگ و آہنگ لیے ہوئے ہے۔

مرزاغالب کے بقول:

؎ نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا[3]

مذکورہ شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام کائنات کسی (اللہ تعالی) کی شوخیٔ تحریر کے نتیجے میں وجود میں آئی ہے۔اور اس میں موجود ہر شے اپنی زندگی کی بے ثباتی اور ذات کی ناپائیداری پر حاکم اعلیٰ سے فریاد کرتی ہے۔اس شعر کی توضیح کرتے ہوئے نیاز فتح پوری لکھتے ہیں:

"اس نگار خانہ عالم کی ہر ہر چیز، نقاش ازل یعنی قدرت کے حضور میں زبان حال سے اپنی نااستواری و فناپزیری کی فریاد کر رہی ہے۔ یہ شعر حمد کا ہے اور مقصد ظاہر کرنا ہے کہ کائنات کے تمام مظاہر، آثار، جملہ موجودات عالم فناپذیر ہیں اور خدا کے سوا کسی کو ثبات نہیں۔" [4]

مرزا غالب کے اردو کلام سے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے جن پر حمدیہ رنگ نمایاں ہے:

؎ نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا [5]

؎ دہر جز جلوہ یکتائی معشوق نہیں
ہم کہاں ہوتے، اگر حسن نہ ہوتا خود بیں [6]

مرزا غالب کے اردو کلام میں جابجا نعتیہ شاعری کا اطلاق ہوتا ہے۔ دیوان اردو میں بعض مقامات پر ایسے اشعار موجود ہیں جن میں باقاعدہ آپ ﷺ کا اسم مبارک استعمال نہیں کیا گیا لیکن موضوع، خیال اور انداز بیان سے نعت کا گمان ہوتا ہے۔ مثال کے طور پہ مرزا غالب کا ایک شعر ملاحظہ فرمایئے:

؎ زباں پہ بار خدایا! یہ کس کا نام آیا؟
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے [7]

لیکن بعض اشعار میں واضح طور پر نعتیہ آہنگ موجود ہے۔ اس حوالے سے مرزا غالب کا ایک شعر ملاحظہ فرمایئے:

؎ اس کی امت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند
واسطے جس شہ کے غالب گنبد بے در کھلا [8]

مذکورہ بالا شعر میں واقعہ معراج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کی عظمت کا برملا اظہار کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے اکرم کنجاہی رقم طراز ہیں:

"یہ شعر ایک خوب صورت تلمیح بھی ہے کہ واقعہ معراج کو موضوع بنایا گیا ہے۔ پھر حضور ﷺ کی عظمت کو کس انداز سے واضح کیا گیا ہے کہ آسمان کو گنبد بے در کہا جو کسی عظیم ہستی کے لیے کھل سکتا ہے کسی عاصی کی بساط کہاں اور سب سے بڑی بات یہ کہ محسن انسانیت ﷺ سے وابستگی پر ایقان و ایمان۔ ان کی نسبتیں دونوں جہانوں میں بے کسوں کا سہارا ہیں۔ روز محشر وہ شافع محشر ہوں گے تو اس دنیا کے آلام و مصائب اور مشکلات میں اسم محمد ﷺ کی برکتیں سب بگڑے کام بنا دیتی ہیں، شاعر کا اس بات پر ایمان ہے اور اسے اس نسبت پر فخر ہے جس کا اظہار کر رہا ہے کہ میں آں حضرت ﷺ کا امتی ہوں مشکلات میرا کیا بگاڑ سکتی ہیں، میرے سب بگڑے کام سنور کے رہیں گے۔" [9]

مرزا غالب کے ہاں ایسی تراکیب اور تلمیحات ملتی ہیں جن کا تعلق براہ راست آپ ﷺ کی ذات اقدس اور ان کی صفات و افکار سے ہے۔ مرزا غالب ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے:

ے مظہر فیض، خدا، جان و دل ختم رسلؐ

قبلہ آل نبی، کعبہ ایجاد یقین[10]

نعت کے ساتھ ساتھ مرزا غالب کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدح سرائی اور اہل بیت کا ذکر خیر بھی ملتا ہے۔ غالب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپؐ کا جانشین تصور کرتے ہیں۔ دیوان اردو میں اہل بیت کی عظمت کا اعتراف ملتا ہے۔ مرزا غالب کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے جس میں انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپؐ کا جانشین قرار دیا ہے:

ے امام ظاہر و باطن، امیر صورت و معنی

علیؓ ولی، اسد اللہ، جانشین نبیؐ ہے[11]

ے کیا غم ہے اس کو جس کا علیؓ امام ہو

اتنا بھی اے فلک زدہ کیوں بے حواس ہے[12]

مرزا غالب کے نزدیک کعبہ کے غلاف سے جو خوشبو آرہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہاں پیدائش ہوئی تھی۔ اس کا اظہار وہ اپنے ایک شعر میں یوں کرتے ہیں:

ے مشکیں لباس کعبہ، علیؓ کے قدم سے جان

نافِ زمیں ہے یہ، نہ کہ ناف غزال ہے[13]

غالب کے دیوان اردو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دو قصائد جو "منقبت" کے عنوان سے موجود ہیں۔ ان کے کلام میں "سلام" کی صورت میں اہل بیت بالخصوص حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر ملتا ہے۔ انہوں نے صحابیٔ رسول ﷺ کی شان اور عظمت کا اعتراف کیا ہے اور ان کی قربانیوں کو سراہا ہے۔ کربلا میں پیش آنے والے واقعہ نے ہر مسلماں کو غم گیں کر دیا ہے۔ غم شبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مرزا غالب اپنے ایک شعر میں لکھتے ہیں:

ے غم شبیرؓ سے ہو سینہ یہاں تک لبریز

کہ رہیں خون جگر سے مری آنکھیں رنگیں[14]

مرزا غالب کے دیوان اردو میں شامل "سلام" سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

ے سلام اسے کہ اگر بادشاہ کہیں اس کو

تو پھر کہیں کہ کچھ اس سے سوا کہیں اس کو

نہ بادشاہ نہ سلطاں، یہ کیا ستائش ہے

کہو کہ خامس آل عبا کہیں اس کو

خدا کی راہ میں شاہی و خسروی کیسی؟
کہو کہ رہبر راہ خدا کہیں اس کو
خدا کا بندہ، خداوند گار بندوں کا
اگر کہیں نہ خداوند کیا کہیں اس کو
فروغ جوہر ایماں حسینؓ ابن علیؓ
کہ شمع انجمن کبریا کہیں اس کو[15]

مذکورہ "سلام" میں مرزا غالب نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ جو ان کی عظمت کے منکر ہیں اور ان سے بغض رکھتے ہیں غالب کے نزدیک وہی لوگ کافر ہیں۔ اس تناظر میں ان کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

ے علیؓ کے بعد حسنؓ اور حسنؓ کے بعد حسینؓ
کرے جو ان سے برائی، بھلا کہیں اس کو؟
نبیؐ کا ہو نہ جسے اعتقاد، کافر ہے
رکھے امام سے جو بغض، کیا کہیں اس کو؟[16]

مرزا غالب کی مذہبی شاعری میں ان کے مذہبی خیالات اور فلسفہ کی جھلک ملتی ہے۔ ان کی شاعری میں اسلامی عقائد پر پختہ ایمان، اللہ رب العزت کی شان، حضرت محمد ﷺ کی عظمت اور اہل بیت سے عقیدت کا اظہار ملتا ہے۔ ان کی شاعری میں تصوف کے بنیادی نظریات وحدت الوجود اور وحدت الشہود، تصور توحید، تصور ختم نبوت اور دیگر انبیاء کرام کے واقعات تلمیحی انداز میں موجود ہیں جو ان کے مذہبی اور تاریخی شعور کے آئینہ دار ہیں۔ المختصر! مرزا غالب کی فارسی شاعری کے ساتھ ساتھ ان کی اردو شاعری میں بھی مذہبی موضوعات جا بجا بکھرے ہوئے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انہیں صنف کی اعتبار سے یکجا کر دیا جائے۔

حوالہ جات

1 افتخار احمد عدنی "غالب شناسی کے کرشمے"، لاہور، پاکستان رائیٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، 1995، ص149

2 الطاف حسین حالی، "یادگار غالب"، لاہور، خزینہ علم وادب، 2002ء، ص74

3 مرزا اسداللہ خاں غالب، "دیوان غالب" (مرتبہ غلام رسول مہر)، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، س۔ن، ص20

4 نیاز فتح پوری، "مشکلات غالب"، لاہور، دارالشعور، 2015ء، ص5

5 مرزا غالب، دیوان غالب، ص57

6 مرزا غالب، دیوان غالب، ص296

7 مرزا غالب، دیوان غالب، ص292

8 مرزا غالب، دیوان غالب، ص36

9 اکرم کنجاہی، "معروضات"، لیہ، اردو سخن، 2023ء، ص16

10 مرزا غالب، دیوان غالب، ص264

11 مرزا غالب، دیوان غالب، ص386

12 مرزا غالب، دیوان غالب، ص386

13 مرزا غالب، دیوان غالب، ص193

14 مرزا غالب، دیوان غالب، ص298

15 مرزا غالب، دیوان غالب، ص362

16 مرزا غالب، دیوان غالب، ص363